نمبر ۳۲ | قادیان دار الامن و الامان مؤرخہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۰۰ ع | جلد (۴)

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کیجاتی ہے۔ کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں۔ جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو۔ اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے۔ کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کیجاویں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں۔ تو بہ کثرت شائع ہوجایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے مؤید ہوجائیں اور سو سو ٹریکٹ عہ فی صدی کے حساب سے خرید لیں۔ تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہوسکتا ہے۔ اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کردیا کریں۔ اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاوے گا۔ کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیج دی جایا کرے۔ اور وہ تقسیم ہوجایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا۔ بلکہ اس کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کردیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری سو درخواستیں جمع ہوجانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے۔ مینجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

اپنے بھائیوں کیلئے

بالکل کھرا سودا

اگر کسی قسم کا نقص ہو۔ یا کسی قسم کا خسارہ معلوم ہو۔ فوراً واپس کرو۔ اس سے بڑھ کر خوش معاملگی اور کھرا سودا کیا ہوگا۔ مندرجہ ذیل اشیا ہماری معرفت مل سکیں گی۔

۱۔ زیورات چاندی و سونا۔ ہر قسم صرف ۲ر سینکڑہ کمیشن لی جاوے گی۔

۲۔ ریشمی ازار بند۔ پراندے۔ بیج بند وغیرہ ہر قسم اور ہر قیمت کے۔

ازار بند ۸ر سے لے کر صہ تک
پراندے ۴ر سے لے کر صہ تک
بیج بند سعہ سے لے کر عہ تک

۳۔ زیورات میں ڈوڑے جس قسم کے چاہیں ڈال دیئے جاویں گے۔

۴۔ دریائی کا ہر ایک قسم کا کام۔

۵۔ ہر ایک چیز ساختہ امرتسر پر ۲ر روپیہ کمیشن لے کر روانہ ہو سکے گی۔

ہمارے بھائی اس کارخانہ کو اپنا کارخانہ سمجھیں۔ اور باہمی فائدہ کے لئے کھولا گیا ہے۔ درخواست پر نام اور پتہ صاف اور خوشخط تحریر ہو۔ ڈاکخانہ یا قریب کے سٹیشن کا نام ضرور ہو۔ درخواستیں اس پتہ پر آئیں۔

غلام محمد و الہ بخش علاقہ بند مالکان احمدیہ ایجنسی اکڑہ باگھ سنگھ ہاتھی دروازہ
امرتسر (پنجاب)

میلہ مال مویشی و اسپان دیوالی ۸ ر نومبر ۱۸۹۸ء سے شروع ہو کر ۱۷ ر نومبر ۱۸۹۸ء تک امرتسر میں قرار پایا ہے - اس لئے مشتہر کیا جاتا ہے - کہ مبلغ دو ہزار دس روپیہ مال مویشی کو مطابق شرائط مندرجہ فہرست انعام کے جو مشتہر کی گئی ہے - دیا جاویگا - اور مبلغ اسار گھوڑوں کو انعام دیا جاویگا اس میں سے مبلغ ۱۸ روپیہ ایسے اسپان کو جو واسطے رسالہ کے خرید کئے جاوینگے دیا جاویگا - اگر کسی کو فہرست انعام درکار ہو تو درخواست بھیجکر منگوا لے مویشی قابل انعام تاریخ تشخیص انعام سے پہلے داخل احاطہ انعام ہونے چاہیئے ورنہ قابل انعام تصور نہیں ہونگے - اور مادہ گاوان قابل انعام کے دودھ کا امتحان تاریخ تشخیص انعام سے تین روز پہلے کیا جاوے گا یعنے ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ نومبر ۱۸۹۸ء کو دو وقت صبح اور شام دودھ دوہ کر وزن کیا جاویگا اور نیز میلہ اسپان بھی حسب دستور اس موقعہ پر ہوگا - فروخت اسپان پر ایک روپیہ فیصدی محصول لیا جاویگا اور واضح ہو کہ میلہ مویشی میں جو ٹکٹ فیس وقت داخل ہونے احاطہ میں مال کے دیا جاتا ہے وہ بوقت واپس یعنے باہر نکال لے جانے مویشی کے دروازہ پر واپس لیا جاویگا - اور خریدار مال کے پاس رسید بطور سند وصول بابی قیمت کی رہیگی +

المشتہر

مسٹر - جے - جی السپ صاحب بہادر سیکرٹری میونسپل کمیٹی امرتسر

۱۰ ر اکتوبر ۱۸۹۸ء

ہم لٹاتے ہیں آج لعل و گہر ✦ نہ رہے کوئی لاولد مضطر
اعمٰی ہے حق میں ہر بشر کے پسر ✦ لعل دُرِّ یتیم سے بڑھ کر

[illegible] عطر ہو مرادیں [illegible] اے مسیحا فرزنددان [illegible]

کیوں نہ ہو نفس فرزند دار ✦ کیوں مرجھائے [illegible]

اظہار بشارت

ناظرین ذی وقار طرز اشتہار و اسناد بیشمار سے کما حقہٗ اطمینان کر سکتے ہیں۔ اور گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں خیر خواہی عام اور راست بازی سے کام ہے۔ مریض برین گرائیں۔ شرطیہ دوا آزمائیں۔ جھوٹوں کو سچا اور سچوں کو جھوٹا نہ بتائیں۔

شفاخانہ یونانی
شیخ نظام الدین حکیم
امرت سر

معیار صداقت

بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے۔ اور **شرطیہ** میں اقرارنامہ اسٹامپ لکھا جاتا ہے۔ جس کو اس پر بھی یقین نہ آوے وہ مچلکہ لکھوا لے۔ اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ دیا جانہ۔ تو صحت کے طالبو اور کے آرزو مند بیٹو اب ہاتھ سے نہ جانے دو فضل خداداد کی منادی ہے۔ عام مبارکبادی ہے۔

اس خادم الاطباء کو ۳۸ سالہ طبیہ تجربات اور فقرا کاملین و سیاحین کی خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں۔ کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد و فرزند نرینہ و حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا۔ مگر سہ خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے۔ کہ ادویہ تو وہی ہوں گی۔ مگر **نمبر اوّل** کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے اور (۲) تو انگر عمدہ دار خرچ دوچند سے دوائیں لے جائیں۔ اور دلی مراد پائیں (۳) شرطیہ پیشگی آمنی یک ماہ علاوہ خرچ دوا دے کر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر اُمید بر آئے بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لے جائے۔ (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دے کر اقرار نامہ آمد دو ماہ لکھ دے۔ بہ شرط پیدائش نرینہ بمیعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے۔ (۵) زر تصفیہ شدہ فیمابین معتبر شخص کے پاس رضامندی طرفین امانت رکھ دیں۔ بہ شرط کامیابی بندہ پائے۔ ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہ ہو۔ تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمنی چار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ جرمانہ حسب قرار داد قبول۔ فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرا دی۔ شرطیہ اقرارنامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھا دی۔ اگر علاج میں شک ہو۔ تحقیق کرلو۔ مراد پانے پر دینا کس کو گراں ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گھر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے۔ گھر نہیں سہ برباد وہ جگہ کہ جس کا ثمر نہیں۔ کم نام وہ بشر ہے کہ جس کا پسر نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیج کر منگوا لیجئے۔ جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی۔ اور جن کی دلی مراد بر آئی ملاحظہ فرمایئے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہوتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا پرہیز مخت مختصہ طبیہ سے واضح ہو گا۔ والیان ریاست و امرا حسب منشاء خود شرائط مندرجہ سے مستثنٰے ہیں۔

نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی
۱	جس کے اولاد نہ ہو	عہ	۱۰	قولنج دردی	صر	۱۹	لقوہ	للعہ	۲۸	نل اترنا	صہ
۲	جس کی اولاد چھوٹی مر جاوے	صہ	۱۱	سوزاک	صہ	۲۰	جلندر	للعہ	۲۹	طول و عرض و عمق کو زائد	صہ
۳	جسکے لڑکیاں ہوں لڑکا نہ ہو	صہ	۱۲	سرعت	صہ	۲۱	ناسور	للعہ	۳۰	خضاب سالانہ	للعہ
۴	جسکا حمل ۷-۸ ماہ کر جاوے	صہ	۱۳	جریان	للعہ	۲۲	بواسیر خونی و بادی	صہ	۳۱	نزلہ و زکام	للعہ
۵	کمزوری	عہ	۱۴	فلفلا کاسی	صہ	۲۳	ادھرنگ	عہ	۳۲	تسہیل ولادت	للعہ
۶	مرگی	صر	۱۵	کنٹھیا	للعہ	۲۴	ضیق النفس	عہ		ہیضہ مجرب المجرب	للعہ
۷	تپ دق	عہ	۱۶	سفیدی آنکھ	صہ	۲۵	لیس	صہ		تیجا چوتھیا تپ نانہ	عہ
۸	ضعف باہ	صہ	۱۷	ضعف بصر	للعہ	۲۶	آتشک	صہ		ضعف ہضم	عہ
۹	ضعف جگر	للعہ	۱۸	سیل	للعہ	۲۷	آتشک مل بدن	للعہ		سرسام	للعہ

المشتہر۔ شیخ نظام الدین حکیم امرت سر چوک ڈیوڑھی کرموں۔

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں ۔ میڈیکل کالج کے پروفیسروں ۔ نامور ڈاکٹروں ۔ والیان ریاست اور ولائت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے ۔ کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ۔ ضعف بصارت تاریکی چشم ۔ دھند ۔ جالا ۔ پڑوال غبار ۔ پھولا ۔ سبل ۔ سرخی ۔ ابتدائی موتیابند ۔ ناخنہ ۔ پانی جانا ۔ خارش وغیرہ ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں ۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے ۔ اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی ۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک تو یہ سرمہ یکساں مفید ہے ۔ قیمت اس لئے کم رکھی ہے ۔ کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں ۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے ۔ مبلغ عا ممیرہ کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کا فی تولہ مبلغ ہے خالص ممیرہ فی ماشہ عہ ، مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں ۔ نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے ۔ المشتہر ۔ پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ۔ ضلع گورداسپور (پنجاب) ۔

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے ؟

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں ۔ کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بہت بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے ۔ آنکھوں سے پانی جانا ۔ دھند ۔ سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں ۔ جلن ۔ کمزوری نظر ۔ ناخونہ اور اندر کی جلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا ۔ چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر یا ثقیل شے نہیں ہے ۔ اس سے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہو ۔ مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہو وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے ۔ بدلے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کیلئے ممیرے کا سرمہ بہت مفید ہے ۔ راقم ڈاکٹر ڈی ۔ ایم بسا سنگھ صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲۔ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے ۔ میں نے اس کا تجربہ اپنی ایک بہ علاج مسمات اتم دیوی بیوہ ۴۰ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے ۔ مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں پر کچھ خرد دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑتے تھے ۔ آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں ۔ انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا ۔ انکی بینائی میں اس قدر فرق آگیا تھا کہ سوئی دھاگا بھی نہیں پڑو سکتی تھی ۔ اور ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا یہ نتیجہ ہوا ۔ کہ اسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی ۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور ۔

۳۔ جناب میا سنگھ صاحب تسلیم بعد تعظیم شاید آنجناب کو یاد ہو گا ۔ کہ بندہ نے آپکے ممیرہ کا سفید سرمہ منگوایا تھا ۔ جسنے جادو کا اثر دکھلایا یعنی ایک دوکاندار مسمے دولال کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولے کے ہونیکے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا ۔ اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی ہے ۔ اور مریض دعا گو ہے بندہ بھی بعد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا جو آپنے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے ۔ لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ بر وقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو ایسی اکسیر بلکہ حیات چشم (سرمہ ممیرہ) کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں ۔ لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ ممیرہ کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرماویں ۔ راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڑھ ڈسپنسری شملہ ۔

۴۔ جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے ۔ جسکا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب و کیپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا ۔ آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی ۔ اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے اور ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجیں ۔ دستخط سردار صالح محمد خاں درانی شاہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خاں صاحب مرحوم والی ملک ترکستان ۱۶ مارچ ۱۹۰۵ء

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ۔ ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے ۔ اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاویگا ۔ جو لاہور کے الائنس بینک میں مارچ ۱۹۰۶ء کو جمع کیا گیا ۔

شیخ یعقوب علی (تراب) ایڈیٹر و پرو... انوار احمدیہ پریس قادیاں میں چھپ کر شائع کیا گیا

سچائی کا فیصلہ
پانچوں انگلیاں برابر نہیں
مفت
نوٹ
شربت
سچے اور جھوٹے کو خود پرکھ لو۔ اگر استعمال حسب ترکیب سے فائدہ نہ ہو تو اپنے ہی بیان حلفی سے قیمت واپس لو۔ یہ کامل ثبوت سچائی کا ہے۔
اکسیر حافظہ
خارش کی حکمی دوائی
دوائی ہاضمہ
دوائی آتشک
سرمہ سلیمانی
سفوف مرہم آتشک
اعجاز مسیحی
عصائے پیری
دوائی وجع المفاصل
تریاق سوزاک
نسوار
جادو کی گولی
جبوب بواسیر
لگانیکی دوائی بواسیر
دوائی درد گردہ

مکتوبات امام الزمان سلمہ الرحمٰن

مشفقی مکرمی اخویم اخویم ......

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ اس پُر آشوب وقت میں ایسے لوگ بہت تھوڑے ہیں۔کہ اللہ اور رسول کی تائید کے لئے اور غیرت دینی کے جوش سے اپنے مالوں میں سے کچھ خرچ کریں۔ اور ایک وہ بھی وقت تھا۔کہ جان کا خرچ کرنا بھی بھاری نہ تھا۔ لیکن جیسا کہ ہر ایک چیز پرانی ہوکر اُس پر گرد غبار بیٹھ جاتا ہے۔ اب اسی طرح اکثر دلوں پر حب دنیا کا گرد بیٹھا ہوا ہے۔ خدا اس گرد کو اُٹھا دے۔ خدا اس ظلمت کو دور کرے۔ دنیا بہت ہی بے وفا اور انسان بہت ہی بے بنیاد ہے۔ مگر غفلت کی سخت تاریکیوں نے اکثر لوگوں کو اصلیت کے سمجھنے سے محروم رکھا ہے۔ اور چونکہ ہر ایک عسر کے بعد یسر اور ہر ایک جذر کے بعد مد اور ہر ایک رات کے بعد دن بھی ہے۔ اس لئے تفضلات الٰہیہ آخر درماندہ بندوں کی خبر لے لیتے ہیں۔ سو خداوند کریم سے یہی تمنا ہے۔کہ اپنے عاجز بندوں کی کامل طور پر دستگیری کرے۔ اور جیسے اُنہوں نے اپنے گذشتہ زمانہ میں طرح طرح کے زخم اُٹھائے ہیں۔ ویسے ہی اُن کو مرہم عطا فرماوے۔ اور اُن کو ذلیل اور رسوا کرے۔ جنہوں نے نور کو تاریکی اور تاریکی کو نور سمجھ لیا ہے۔ اور جن کی شوخی حد سے زیادہ بڑھ گئی۔ اور نیز اُن لوگوں کو بھی نادم اور منفعل کرے جنہوں نے حضرت احدیت کی توجہ کو جو عین اپنے وقت پر ہوئی۔ غنیمت نہیں سمجھا اور اُس کا شکر ادا نہیں کیا۔ بلکہ جاہلوں کی طرح شک میں پڑے۔ سو اگر اس عاجز کی فریادیں رب العرش تک پہنچ گئی ہیں۔ تو وہ زمانہ کچھ دور نہیں۔ جو نور محمدی اس زمانہ کے اندھوں پر ظاہر ہو۔ اور الٰہی طاقتیں اپنی عجائبات دکھلاویں۔ اس عاجز کے صادق دوستوں کی تعداد ابھی تین چار سے زیادہ نہیں۔ جن میں سے ایک آپ ہیں۔ اور باقی لوگ لا پرواہ اور غافل ہیں۔ بلکہ اکثروں کے حالات ایسے معلوم ہوتے ہیں۔ کہ وہ اپنی تیرہ باطنی کے باعث سے اس کارخانہ کو کسی مکر اور فریب پر مبنی سمجھتے ہیں۔ اور اس کا مقصود اصلی دنیا ہی قرار دیتے ہیں۔ چونکہ خود جیفہ دنیا میں گرفتار ہیں۔ اس لئے اپنے حال پر قیاس کر لیتے ہیں۔ سو اُن کی روگردانی بھی خداوند کریم کی حکمت سے باہر نہیں۔ اس میں بھی بہت سی حکمتیں ہیں۔ جو پیچھے سے ظاہر ہوں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ مگر اپنے دوستوں کی نسبت اس عاجز کی یہ دعا ہے۔ کہ اُن کو اُن کے صدق کا اجر بخشے۔ اور اُن کو اپنی استقامت میں بہت مضبوط کرے۔ چونکہ ہر طرف ایک زہرناک ہوا چل رہی ہے۔ اس لئے صادقوں کو کسی قدر غم اُٹھانا پڑے گا۔ اور اُس غم میں اُن کے لئے بہت اجر ہیں۔

۱۹ فروری ۱۸۹۳ء

مطابق ۳۰ ربیع الاول ۱۳۱۰ھ

مکتوب دوم

عمل وہی معتبر ہے۔ جس کا خاتمہ بالخیر ہو۔ اور صدق اور وفاداری سے انجام بخیر ہو۔ اور اس پُر فتنہ زمانہ میں اخیر تک صدق اور وفا کو پہونچانا اور بدباطن لوگوں کے وساوس سے متاثر نہ ہونا سخت مشکل ہے۔ اس لئے خداوند کریم سے التجا ہے۔ کہ وہ اس عاجز کے دوستوں کو جو ابھی تین چار سے زیادہ نہیں۔ آپ سکینت اور تسلی بخشے۔ زمانہ نہایت پُر آشوب ہے۔ اور فریبیوں اور مکاریوں کے افتراؤں نے بدظنیوں اور بدگمانیوں کو افراط تک پہونچا دیا ہے۔ ایسے زمانہ میں صداقت کی روشنی ایک نئی بات ہے۔ اور اُس پر وہی قائم رہ سکتے ہیں۔ جن کے دلوں کو خداوند کریم آپ مضبوط کرے۔ اور چونکہ خداوند کریم کی بشارتوں میں تبدیل نہیں۔ اس لئے امید ہے کہ وہ اس ظلمت میں سے بہت نورانی دل پیدا کر کے دکھلاویگا۔ کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

۱۷ فروری ۱۸۹۳ء

مطابق

۸ ربیع الثانی ۱۳۱۰ھ

مکتوب سوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی

مکرمی اخویم قاضی ضیاء الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا پُر درد و غم خط مجھ کو ملا۔ آپ صبر کریں۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ کے صابر و شاکر بندے صبر کرتے رہے ہیں خدا تعالیٰ ان غموں سے اور ان پریشانیوں سے نجات دے دیگا۔ اور درود شریف بہت پڑھیں تا اُس کی برکات آپ پر نازل ہوں۔ اس جگہ میں نے مطبع منگوایا ہے۔ اس میں رسالہ **دافع الوساوس** چھپے گا۔ انشاء اللہ عنقریب چھپنا شروع ہو جاوے گا۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں۔ اور اگر طبیعت پریشان ہے۔ تو چند ماہ کے لئے میرے پاس آجائیں۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار غلام احمدؐ از قادیان

۲۵ جون ۱۸۹۲ء

خطبہ یعنی موعظت

جو ۱۴ اکتوبر کو جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑھا۔

الحمد للہ رب العلمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل وامہ صدیقۃ کانا یاکلان الطعام انظر کیف نبین لھم الایٰت ثم انظر انی یؤفکون ۔ قل اتعبدون من دون اللہ ما لا یملک لکم ضرا ولا نفعا واللہ ھو السمیع العلیم ۔ قل یاھل الکتٰب لا تغلوا فی دینکم غیر الحق ولا تتبعوا اھواء قوم قد ضلوا من قبل واضلوا کثیرا وضلوا

مریم کا بیٹا مسیح ایک رسول ہی تو تھا اُس سے پہلے اُس طرز اور اُس جنس کے جس قدر رسول آئے وہ سب وفات پا چکے ۔ اُس کی ماں راست باز تھی ۔ دونو ماں بیٹا کھانا کھاتے تھے ۔ **دیکھو!** ہم کس طرح کھول کھول کر نشان بیان کرتے ہیں ۔ پھر دیکھو! باوجود ایسی پکی بات کے کہاں بھٹکتے ہیں ۔ ان کو کہہ دو ۔ کہ کیا تم اللہ کو چھوڑ کر ایسے اجسام و اصنام کی پرستش کرتے ہو ۔ جن سے نہ یہہ امید ہو سکتی ہے ۔ کہ وہ خوش ہو کر کسی قسم کا نفع پہونچا سکیں ۔ اور نہ اُن سے یہ خوف ہو سکتا ہے ۔ کہ ناراضگی کی صورت میں کوئی نقصان پہونچا سکیں ۔ وہ جامع جمیع صفات کاملہ جو مستحق جمیع عبادو محامد ہو سکتا ہے ۔ وہ اللہ ہے ۔ وہی دعاؤں کو سنتا ہے ۔ اور کامل علم رکھتا ہے ۔ کہ قبول دعا کے بعد داعی کے مقصود کو پورا کرا سکے ۔ اے اہل کتاب اپنے دین میں غلو مت کرو ۔ اور ایسے لوگوں کی خواہش نفسانی کے پیچھے مت لگو جو خود بھی بھٹکے ۔ اور بہتوں کو بہکایا ۔ اور راہ مستقیم سے بہک گئے ۔ بنی اسرائیل کے کفار پر داؤدؑ اور عیسیٰؑ ابن مریم کی زبانی لعنت ڈالی گئی ۔ اور یہ نتیجہ تھا ۔ اُن کے عصیان اور اعتداء کا اور اس کی وجہ یہ بھی ہوئی ۔ کہ اُنہوں نے سوسائٹی میں امر معروف اور نہی منکر کرنا ترک کر دیا ۔

دنیا پہ قرآن کریم کا یہ احسان عظیم ہے ۔ کہ اللہ تعالیٰ کی **توحید** کو کاملۃً اُسی نے قائم کیا ۔ جو تمام بلند پروازیوں کا سرچشمہ اور تمام نیکیوں کی بنیاد ہے ۔ یہہ احسان فی الواقع ایسا احسان ہے ۔ کہ جس کے یاد کرنے سے بال بال میں لذت بھر جاتی ہے ۔ اور زبان اُس کے شکر کے ادا کرنے سے گنگی ہو جاتی ہے ۔ یہہ بالکل سچی بات ہے کہ اگر دنیا میں قرآن کریم نہ آتا ۔ تو کس قدر اندھیر تھا ۔ اور کس قدر خوف ناک اندیشہ دنیا کے لعنت سے بھر جانے اور تباہ و ذلیل ہو کر نیست و نابود ہو جانے کا تھا ۔ اپنے جیسی **مخلوق** کی پرستش میں مخلوق ڈوبی ہوئی تھی ۔ جیسے اب تک وہ قومیں ڈوبی ہوئی ہیں ۔ جنہوں نے اس نور سے فیض نہیں اُٹھایا ۔

جب میں دنیا کی اُس حالت[ع] پر نظر کرتا ہوں ۔ جو ہمارے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت تھی ۔ کہ کیسی گندی اور ناپاک اشیاء کی پرستش دنیا میں ہو رہی تھی ۔ اور پھر اُس **نور** اور فضل پہ غور کرتا ہوں ۔ جو وہ رحمۃ للعالمین لے کر آیا ۔ تو میرا رونگٹا رونگٹا اس نعمت لذت سے بھر جاتا ہے ۔ کہ اگر زبان کو بولنے کی پوری طاقت ملتی ۔ تو اُس سے شیرینی کے فوارے نکلتے ۔ جو تعلق قرآن عظیم نے انسان کا خدا کے ساتھ بتلایا ہے ۔ دنیا کی کسی قوم کسی کتاب کو نصیب نہیں ہوا ۔ اُس قوم کو دیکھو ۔ جو اپنے زعم میں ہمہ دانش بنے بیٹھی ہے ۔ ایک عاجز **انسان** کو جو کھاتا پیتا اور پاخانے پیشاب کا محتاج تھا ۔ خدا مانتی ہے ۔ ایسے ضعیف انسان کو جو ایک عورت کے پیٹ سے پیدا ہوا ۔ الفا ۔ اومیگا قادر مطلق اور ساری حکمتوں کا چشمہ کہا جاتا ہے ۔ اور ذوالجلال قادر مطلق کر کے پکارا جاتا ہے ۔ کس قدر **ابتلا** دنیا کے لئے تھا ۔ دنیا کی عادت ہے کہ بادشاہ کی نقل کرتے ہیں ۔ مثل مشہور ہے ۔ **الناس علے دین ملوکھم** اگر قرآن کریم دنیا میں نہ آتا ۔ اور اگر یہہ دُہائی دے کر بتلانے والی **عزیز** کتاب نہ ہوتی ۔ جس نے اُس **فرضی** اور **مصنوعی** خدا کو انسان ثابت کرنے اور حقیقی خدا کی پرستش کو قائم کرنے سے احسان کا بارِ گراں انسان کی گردن پر رکھا ۔ تو آج خدائے واحد کی عبادت کا نام و نشان بھی نہ ہوتا ۔ یہ اُسی کا طفیل ہے کہ تمام **ارض اللہ** کی مساجد میں کروڑوں بندگان خدا پانچ وقت اللہ اکبر کی صدا بلند کرتے اور اللہ تعالیٰ کو **صفات ۔ عبادات اور ذات** میں یکتا تسلیم کرتے ہیں ۔ یہہ صرف اُسی **عزیز** کتاب کا صدقہ اور اُس پاک رسول کا ذریعہ ہے ۔ ورنہ مخلوق پرستی صلیب پرستی کفارہ پرستی اور ان کے بد نتائج کی لعنتی آگ خرمن عالم کو جلا ڈالتی ۔

کاش کوئی انسان پرست قرآن کریم کی اس پرہیبت حجت کو توڑ کر دکھاتا اور ثابت کرتا ۔ کہ مسیح میں خدائی کا مشہود کرشمہ کون تھا ۔ افسوس کوئی دلیل اُس کی خدائی پہ موجود اور کوئی بھی سند نہیں ۔ پھر ایسے ضعیف انسان کو جو ضعیفہ عورت کے پیٹ سے نکلا اور تمام انسانی خصائص

ع فٹ نوٹ ۔ اپنے مُنہ مشہور تہذیب کے مہاتما اور علوم حقہ کے **دیوتا** ہندوستان کے رہنے والے عورت اور مرد کے قوے متناسل کی پرستش کرتے تھے کیسی شرم ناک بات ہے ۔ (ایڈیٹر)

ساتھ رکھتا ہے۔ کھینچ تان کر خدا بنایا جاتا ہے۔ اور ہم تو اس بات کے جوکے اور پیاسے ہیں۔ کہ **نور افشاں** ہی کبھی اتنی مہربانی کرے۔ کہ کوئی خاصہ مسیح میں ایسا دکھائے۔ جو توریت کی انبیاء میں نہ ہو۔ کیسا آسان فیصلہ ہے۔ ادھر ادھر گھانس پھونس کو پنجہ مارنا بے سود ہے۔

ایک انگریز پادری ٹھ مارکر کہتا ہے کہ اگر **قرآن** نہ ہوتا۔ تو ساری دنیا عیسائی ہو جاتی۔ ہم **فخر** اور **خوشی** سے ہاں مبارک بادی سے کہتے ہیں۔ کہ بالکل سچ ہے۔ اور یہہ قرآن کریم ہی کا احسان عظیم ہے۔ کہ اُس نے دُنیا کو **ابدی لعنت** اور عیسیٰ پرستی اور اُس کے پرخطر نتایج کے جہنم سے بچا لیا۔

قرآن کریم کا ایک یہہ لطیف اور قابل قدر طرز ہے۔ کہ وہ جو دعوے بیان کرتا ہے۔ اُس کے دلائل بھی ساتھ ہی بیان کرتا ہے اس آیت میں غور کرو۔ کہ ما المسیح ابن مریم الا رسول الآیۃ حق۔ عربی زبان کی خوبیوں پر پہنچانے والے اور انشا کی باریکیوں کو سمجھنے والے خوب سمجھتے ہیں۔ کہ اس ترکیب میں کس قدر زور اور خوبی رکھی ہوئی ہے۔ ما المسیح یعنے خدائی اور فوق الانسانیت اُس میں کوئی بات نہیں۔ وہ تو ایک رسول ہی ہے۔ اس رسالت سے بڑھ کر اُس میں اور کوئی برتری نہیں۔ کتنا عظیم الشان دعوے ہے۔ جو قرآن نے ڈنکے کی چوٹ سے کیا ہے۔ مگر آج تک ایک بھی پادری نہ دیکھا۔ کہ جس نے اس کو توڑ کر دکھلایا ہو۔ قرآن شریف دعوے کرتا ہے۔ کہ موسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام سے بڑھ کر کوئی خوبی مسیح میں بتلاؤ۔ جو اُس کو خدائی کا تاج دار بناتی ہو۔ قد خلت من قبلہ الرسل الآیۃ حق۔ اُس سے پہلے اس طرز کے رسول وفات پا چکے۔ بعینہٖ یہہ آیت اس لئے پڑھی ہے۔ کہ اس پر غور کرنے سے اور اُس کی ترکیب کو سوچنے سے یہہ صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ جیسے آج ہر ایک مسلمان کو کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔ ایسا ہی ہر مسلمان کو اللہ تعالےٰ کی **عظمت**۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کو قائم کرنے اور اسلام کا جلال ظاہر کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ مسیح کی **وفات** پر ایمان رکھے۔ خاتم النبیین صلعم کے وجود کی ضرورت اور آپ کی بعثت کی برکات جب ہی ثابت ہو سکتی اور اسلام کی زندگی اُسی وقت قائم رہ سکتی اور اللہ تعالیٰ کی توحید کی عزت اُسی صورت میں بحال رہ سکتی ہے۔ کہ مسیح کی موت کا اعتقاد رکھا جائے۔ مسیح کو زندہ ماننا تمام مفاسد کی جڑ ہر قسم کے شرک کا منبع اور توحید کا قاتل دشمن ہے۔ کیسی **دل** کو ہلا دینے والی اور روح پر لرزہ ڈالنے والی بات ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت (جو تمام فضیلتوں اور بزرگیوں کے سزاوار ہیں۔) تو وما محمد الا رسول الخ پڑھ کر یہہ خیال کر لیا جاتا ہے۔ کہ وہ تحت قد خلت من قبلہ الرسل حق میں داخل ہیں۔ مگر عاجز **ابن مریم** کو جو اس رسول کریم کی محامد اور فضائل کا خود مقر ہے۔ آسمان پر چڑھایا جاتا ہے۔
افسوس صد ہزار افسوس!

مسیح ناصری را تا قیامت زندہ مے فہمند
مگر مدفون یثرب را ندادند ایں فضیلت را

غرض یہہ ضروری بات ہے۔ کہ جیسے ایک مسلمان کلمہ پر اعتقاد رکھے ویسے ہی قرآن کریم کی عظمت اور اللہ تعالےٰ کے جلال و جبروت کے قائم کرنے کے لئے اُس کا فرض ہے۔ کہ مسیح علیہ السلام کی وفات کا قائل ہو۔ کیونکہ مسیح کی خدائی۔ ابنیت اور کفارہ کی ٹانگ بجز اس کے نہیں ٹوٹتی۔ دیکھو اور غور کرو! قرآن کریم میں **نوح** علیہ السلام کی قوم کا ذکر ہوا۔ ہودؑ اور **صالح** علیہم السلام کی قوموں کی شرارتوں کا ذکر ہوا۔ یہاں تک کہ لوط علیہ السلام کی ناپاک اور گندی قوم کا بھی ذکر ہوا۔ اور بڑے بڑے ہلا دینے والے الفاظ میں نافرمانوں اور سرکشوں کا ذکر ہوا۔ مگر تکاد السموات یتفطرن منہ و تنشق الارض و تخر الجبال هدا ۝ ان دعوا للرحمٰن ولدا ۝

ایسی خوفناک آیہ اسی ناشدنی عقیدہ کی نسبت ہی آئی ہے۔ اسی ایک بدعقیدہ پر جو تمام برائیوں کا مخزن اور ہر ایک قسم کی بد اخلاقی اور خباثت پھیلانے کا ذریعہ ہے۔ کہا گیا۔ تکاد السموات آسمان پھٹ پڑیں۔ زمین شگاف ہو جاوے۔ پہاڑ چور چور ہو کر گر جائیں۔ اس بات کے سننے سے کہ خدا لم یلد و لم یولد کا بیٹا کہا جاتا ہے۔ یہی وہ ناپاک اعتقاد ہے۔ جس نے زنا۔ شراب۔ انبیاء کی ہتک۔ خدا کی بے عزتی اور دہریت کو دنیا میں پھیلایا۔ کوئی بدی اور جہان بھر میں شر نہیں۔ جو **مسیح** کو زندہ ماننے اور **ابن اللہ** ماننے سے نہ پیدا ہوتی ہو یہہ ایسا اعتقاد ہے۔ کہ اس سے آسمان پھٹ پڑے۔ اور زمین شگاف ہو جاوے۔ کتنا بڑا احسان ہے۔ اُس رب کریم کا کہ قرآن کو بھیج کر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرما کر اُس لعنت سے دنیا کو بچا لیا۔ جو اس بدعقیدے کے سبب پھیلی۔ اور قریب تھا کہ آسمان اُس سے پھٹ جاتے۔ زمین قوموں کو نگل جاتی۔ یہہ اُس رحمۃ للعالمین کے وجود باجود کا ذریعہ ہے۔ کہ زمین قائم ہے۔ اور آسمان استادہ ہے۔ قرآن کریم کی تعلیم کے سبب نظام عالم

قائم ہے۔ یہ دعوے نہیں حقیقی بات ہے۔ **تقویٰ**۔ **عفت**۔ پرہیزگاری اور تمام نیکیاں جو اُس وقت ہو رہی ہیں۔ یا آئندہ ہوں۔ وہ قرآن کریم اور صرف قرآن کریم ہی کی پاک تعلیم کا نتیجہ ہے۔ اور ان ہی سے نظام عالم قائم ہے۔ آج بھی مجھے اس بات کے کہنے سے ذرا شرم نہیں کہ قرآن کریم کی پاک تعلیم کو چھوڑ دیا گیا تھا۔ اور دنیا میں فسق و فجور بڑھ گیا تھا۔ اور دوسری طرف نصرانیت کے عقیدۂ تثلیث و کفارہ اور ابنیت مسیح نے نظام عالم کو تباہ کرنے والا شر مچا رکھا تھا۔ اور یقیناً قریب تھا کہ قیامت کبریٰ قائم ہو جاتی۔ کہ اتنے میں اپنی مستمرہ عادت کے موافق خدا نے وقت پر دستگیری کی۔ اور اپنے برگزیدہ بندہ مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث کیا۔ جس نے پھر اُس پاک تعلیم کو زندہ کیا۔ اور ڈنکے کی چوٹ سے پکار پکار کر اور دلائل اور براہین سے کہا اور دکھایا۔ اور منوا لیا کہ مسیح ایک **رسول** تھا۔ اور دوسرے اپنے ہم جنس رسولوں کی طرح ایک وقت مقررہ تک دنیا میں رہ کر اُٹھ گیا۔ اُس میں کوئی ایسی خصوصیت پیدا نہ کرو۔ جس سے خاتم الانبیا کی ہتک شان اور خدا کی بے عزتی لازم آوے۔ وہ محض انسان ہے۔ اُسے لوازم بشری سے مستغنی نہ مانو۔

خدا نے آسمان سے دیکھا۔ کہ زمین دوبارہ اُس کے جلال سے بھر گئی۔ اس لئے اُس کے غضب کی آگ تھم گئی۔ مگر اب بھی اگر سچی توحید اور مسیح کی موت کا عقیدہ روحوں میں راسخ نہ ہوا۔ تو بڑا خوف ہے۔ پھر فرمایا۔

اُس کی ماں راستباز تھی۔ خدا کی ماں کہاں؟ اور پھر کھانا **کانا یاکلان الطعام**

وہ دونو کھانا کھاتے تھے۔ پیٹ ایک ایسی بلا ہے۔ کہ جس کو پیٹ لگ گیا۔ وہ ہر طرح سے محتاج اور سب کا دست نگر ہو گیا۔ کسی عیسائی سے پوچھو کہ کیا ایسا ضعیف انسان جس کو بھوک لگے۔ اور کھانا کھائے۔ کیا وہ خدا ہو سکتا ہے؟ لکھا ہے۔ کہ ایک بار مسیح ایک انجیر کے درخت کے پاس گیا۔ جب کہ اُسے بھوک لگی۔ مگر وہاں خاک بھی نہ تھا۔ کیا ایسی محتاج اور بے علم ہستی خدا یا ابن خدا ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ اب کیا کوئی پادری ہے۔ جو ان واقعات صحیحہ اور حقہ کی تردید کرے؟

اچھا اور چلو! قل اتعبدون من دون اللہ الایہ۔ کیا اللہ کو چھوڑ کر جو جامع جمیع صفات کاملہ ہے۔ اور تمام برائیوں اور صفات ناقصہ سے منزہ ہے۔ ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہو۔ جو نہ تمہیں کچھ نفع پہونچا سکتی ہیں۔ اور نہ گزند پہونچا سکتی ہیں۔ بالطبع عبادت اور پرستش انسان اُسی ہستی کی کرتا ہے۔ جس سے اُس کو امید ہو کہ وہ خوش ہو کر نفع پہونچائیگی۔ یا اگر ناراض ہو جاوے تو نقصان پہونچاوے گی۔ مگر اب مسیح بیچارہ عاجز انسان جس نے دنیا کا ایک کیڑا اور تنکا تک بھی پیدا نہیں کیا۔ جو خود اپنے عجز اور بے کسی کا اظہار یوں کرتا ہے۔ کہ افسوس لومڑیوں کے لئے ماندیں اور ہوائی پرندوں کے لئے بسیرے ہیں۔ مگر ابن آدم کے لئے جگہ نہیں۔ کہ اپنا سر دھرے۔ کیا وہ ضار و نافع اور معبود ہو سکتا ہے۔ انجیل میں لکھا ہے۔ کہ پھانسی کے وقت اُسے کہا گیا۔ کہ اگر تو سچا ہے تو پھانسی پر سے اُتر آ۔ مگر وہ کچھ نہ بولا۔ ایسا انسان جو اپنے آپ کو دوسروں کے نیچے سے نہیں چھڑا سکتا۔ وہ کسی اور کو کیا ضرر پہونچائیگا۔ اللہ ہی ہے۔ جو ہر ایک کی دعا سنتا ہے۔ اور وہ ہر بات کا علم رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج کوئی عیسائی دعوے نہیں کر سکتا۔ کہ **قبولیت دعا** کا اُسے فخر ملا ہے۔ یہ فخر اگر کسی کو ہو سکتا ہے۔ تو ایک سچے مسلمان اور ایک خدا کے ماننے والے مومن کو مل سکتا ہے۔ اور الحمد للہ ہم آج آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ کہ ہم میں سے ہی ایک ہے۔ جو حکماً عدلاً ہو کر آیا۔ اور یہ زندہ اعجاز **خدا تعالے** کے سمیع ہونے کا تازہ ثبوت لے کر آیا۔

علیم کے لفظ سے یہ امر ظاہر کرنا مقصود تھا۔ کہ **علوم حقہ** سے صرف خدائے واحد ہی کے پرستار بہرہ مند ہوتے ہیں۔ اور مخلوق پرست پر علوم حقہ کے دروازے نہیں کھلتے۔ قل یا اہل الکتاب لاتغلوا الآیہ۔ ان کو کہہ دو۔ کہ اے اہل کتاب اپنے دین میں زیادتی نہ کرو۔ اور ایسے گمراہوں کے نقش قدم پر نہ چلو۔ جو صراط مستقیم کو چھوڑ کر بری راہوں پر چلے۔ بنی اسرائیل میں سے جو کافر ہوئے۔ اون پر خدا نے لعنت کی **داؤدؑ** اور **مسیحؑ ابن مریمؑ** کی زبان سے اور یہ اس لئے ہوئی تھی۔ کہ وہ حد اعتدال سے بڑھ نکلے۔ اور نافرمانی کے لئے متجاوز کر گئے۔ بنی اسرائیل کا ایسا حال ہو گیا تھا۔ کہ نہی عن المنکر اور امر بالمعروف قطعاً چھوڑ دیا تھا۔ چھوٹے بڑوں کی شرارتوں پر اور بڑے چھوٹوں کی شیطنتوں پر رضامند ہو گئے تھے۔ اس لئے مسیحؑ اور داؤدؑ کی لسان سے اُن پر لعنت برسی۔ خدا تعالے کا کمال فضل ہے۔ کہ اُس نے نہی عن المنکر اور امر بالمعروف کی نعمت اُمت محمدیہ کو دی۔ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس

پس ہمارے مسلمان بھائیوں کو مناسب ہے۔ کہ اس **مقدس** اور **قابل ناز** خطاب کی پرواہ کریں۔ اُن کو سزا وار ہے۔ کہ گناہوں سے خود نفرت کریں۔ اوروں کو نفرت دلائیں۔ نیکیوں سے پیار کریں۔ اور اوروں کو نیکی کی راہیں بتائیں۔ اب پھر وقت آیا ہے۔ کہ دنیا کے سوکھے ہوئے درخت ہرے ہوں۔ خدا تعالےٰ کے فضل کی بارش ہو رہی ہے۔ زمانے کا امام آیا ہے۔ جو **ابن مریم** کے نام سے آیا ہے۔ اور اُس کو **داودؑ** بھی کہا گیا ہے۔ پس بڑی فروری اور خطرناک بات ہے۔ کہ ایسا نہ ہو۔ اُس کے مقابلہ میں گندی اور ناپاک کوششیں کرنے والے اور اُس سے مُنہ پھیرنے والے اُس لعنت کے نیچے آجاویں۔ جو داؤدؑ اور مسیح ابن مریم کی زبان سے ہوئی۔ خدا تعالےٰ مجھ کو اور آپ لوگوں کو توفیق دے۔ کہ ہم زمانے کے امام سے وہ باتیں سیکھیں۔ اور ان پر عمل کریں جو وہ سکھانے کے لئے آیا ہے۔

آمین

فٹ نوٹ۔ جس وقت حضرت مولانا صاحب نے خطبہ میں ختم کرنے سے پیشتر یہ فقرہ کہ "اس لعنت کے نیچے آجاویں۔ جو داؤدؑ اور مسیحؑ ابن مریم کی زبان سے ہوئی" فرمایا۔ اون کے دل لرزاں کی حالت کے آثار چہرہ سے نظر آتے تھے۔ اور خاص جوش تھا۔ ادھر اُسی وقت حضرت **اقدس امام ہمام** علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عین خطبہ میں اسی فقرہ کے قریب الہام ہوا۔ کہ "یہ **لعنت ابھی وزیر آباد میں برستی ہے**" یہ منذر الہام جو اپنا اثر پاک دلوں اور سلیم فطرتوں پر پیدا کر سکتا ہے۔ اُس کا ذکر ہم

چھوڑ دیتے ہیں۔ مولوی صاحب کے **صدق و سداد** اور قرآن کریم کے ساتھ خاص محبت کا تذکرہ بھی جو اُن کو ہے۔ یہیں چھوڑتے ہیں۔ اور یہ کہ خدا تعالےٰ نے اُن کے صدق پر اس الہام کے ذریعہ گواہی دی ناظرین خود سمجھ لیں گے۔ ہم صرف یہاں یہ امر بیان کرنا چاہتے ہیں۔ جو اس الہام اور حضرت مولانا صاحب کے طرز بیان سے اور اس الہام سے ہمارے دل میں پیدا ہوا۔ کہ اگر اس رکوع کو زمانہ حال کی حالت پر چسپاں کریں۔ تو اوس سے ہمکو بہت مفید باتیں مل سکتی ہیں۔ **چنانچہ** غور کرنے سے پتہ لگتا ہے۔ کہ یہ کل آیات گویا آجکل ہی کیلئے تھیں۔ اور لاریب ہیں۔ یہی تو قرآن کریم کی خوبی ہے۔ کہ وہ ہر زمانہ میں تازہ اور زندہ کلام ہے۔

ہم اسوقت صرف دو باتوں کا ذکر کرینگے۔ ناظرین اگر زیادہ تدبر کریں تو وہ اور بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ ما المسیح ابن مریم الا الآیۃ بیان فرمانے کے بعد قل اتعبدون من دون اللہ الخ کا ارشاد ایسا موزون اور مناسب ہے۔ کہ اسکی ترتیب میں جتنا غور کریں۔ لطف بڑھتا اور ایمان تازہ ہوتا ہے۔ مطلب یہ معلوم دیتا ہے۔ کہ دلائل اور براہین پر جب یہ نہیں مانتے تو پھر ان کو بتلا دیا جاوے۔ کہ تم ایسی چیزوں کے پرستار ہو۔ جو نافع اور ضار نہیں۔ اور تم کو ان سے ہٹانے والا اللہ **سمیع العلیم** کا فرستادہ ہے۔ جس سے یہ راز کھلتا ہے۔ کہ جو مامور من اللہ آتا ہے۔ پہلے وہ عام دلائل اور مشاہدہ صحیحہ میں آئی ہوئی بدیہی باتوں سے اتمام حجت کرتا ہے۔ اس پر بھی نادان اگر نہیں مانتے۔ تو اُس کو ضروری ہوتا ہے۔ کہ **سمیع العلیم** خدا کا کرشمہ دکھاوے۔ چونکہ انسان کا جس چیز سے تعلق اور محبت ہو۔ اوس چیز کے اظلال اوس میں پائے جاتے ہیں۔ سعدی علیہ الرحمۃ نے ایک مثال لکھا ہے۔ جس کو ہم تسہیل مطالب کیلئے لکھتے ہیں۔

قطعہ

گلے خوشبوے در حمام روزے ٭
رسید از دست محبوبے بدستم ٭
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری ٭
کہ از بوے دلاویز تو مستم ٭
بگفتا من گلے ناچیز بودم ٭
ولیکن مدتے با گل نشستم ٭
جمال ہمنشیں در من اثر کرد ٭
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم ٭

اور یہ ایک بدیہی بات ہے۔ کہ صحبت میں اثر ہوتا ہے۔ پس اللہ تعالےٰ سے تعلق رکھنے والا اور اوس کی طرف منسوب ہونے والا اپنے اندر وہ اظلال و آثار ضرور رکھے گا۔

مسیح علیہ السلام کے اس قصہ میں یہ اشارہ پایا جاتا ہے۔ کہ اُس کے **قدم پر آنے والا** مسیح جو چودھویں صدی کا **امام** اور **حکم** ہو گا۔ دلائل و براہین سے نادان منکر نہ مانیں گے۔ تو آخر **سمیع العلیم** خدا کا کرشمہ ظاہر ہو گا٭

اور جیسے عام طور پر **امام** کا خاصہ ہونا چاہئے۔ کہ **قبولیت دعا** اور **علوم حقہ** کے دروازے اُس پر کھلیں اوس پر کھولے جائیں گے۔ اور مخالف! ہاں خائب و خاسر مخالف! اُس کو گزند پہونچانے کی کوشش کریں گے۔ مگر اللہ تعالےٰ اون کی تدابیر سیئہ سے اوس کو دور کرے گا۔ اور اوسکی دعاؤں سے اون سے محفوظ رکھیگا۔ **قبولیت دعا** کا نشان اوسے دیا جاوے گا۔ جو **السمیع** کے لفظ سے پایا جاتا ہے۔

چنانچہ آج وہ وقت ہے کہ امام زمان نے اس نشان کو بڑے دعوے سے بیان کیا ہے۔ کہ جس قدر دعائیں میری قبول ہوئی ہیں۔ کوئی مقابلہ کرے اور یہ نشان خصوصًا مجھے ملا ہے۔ جیسا ہر ایک امام کو ملتا ہے۔

العلیم کے لفظ میں یہ اشارہ ہے کہ اوسکو علمی رنگ کا نشان بھی دیا جاویگا اس **علمی** رنگ کے نشان بھی دو قسم کے نشان ہیں۔ ایک تو جیسے **علیم** کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے **اظہار غیب** کیونکہ خدائے علیم تو حالات مستقبلہ بھی خوب جانتا ہے اوس پر بھی بعض سوانحات آئندہ کی پیشگوئیوں کے رنگ میں کھولے جائیں گے۔ اور پھر **علوم حقہ** کا باب بھی کھلیگا۔

چنانچہ الحمد للہ ہم آج دیکھتے ہیں۔ کہ **عربی تصانیف** کا دریا کس زور شور سے بہ رہا ہے۔ اور پیشگوئیوں کا سلسلہ بھی ایک لمبا سلسلہ ہے۔ جس سے ہر ایک پوری ہو چکی ہیں اور خدا کا بیعاس فضل ہم پر ہے۔ کہ ہم ہر روز ایک نشان دیکھتے ہیں۔ پس **العلیم** کے لفظ میں دو **نشانوں** پیشگوئیوں

شناختِ امام

کسی راستباز اور **مامور من اللہ** کی اصلی پوری اور سچی کامیابی کا معیار وہ **فتح** ہے۔ جو اُس کو اُن دلوں پر حاصل ہوتی ہے۔ جن تک وہ اپنا..... اُس خدائے ذوالجلال کا پیام پہونچاتا ہے۔ جس نے اُس کو **مامور** کرکے اصلاح دنیا کے لئے بھیجا ہے۔ اور پھر اُن **مفتوح** اور **مسخر قلوب** میں سے۔ اُن دلوں کو اپنے سلاسل اطاعت میں اسیر کر لیتا اور اس کی **فتح** کی شان کو اور بھی بڑھا دیتا ہے۔ جو اپنی نوعیت اور حیثیت میں بہت سے پہلوؤں میں اُس کا ہم شکل ہوں۔

انسان کی فطرت میں ایک یہہ قوت بھی ودیعت رکھی گئی ہے۔ کہ وہ اپنے ہم شکل و ہم جنس کی اطاعت پر خوش نہیں ہوتا۔ اور پھر اپنے ہم ملک اور ہم قوم کی اطاعت پر اور بھی سستی سے قدم اُٹھاتا ہے۔ اور اس سے بھی زیادہ اگر وہ **مطاع** اُس کا ہی ہم شہر یا ہم محلہ اور اُس کی ہی برادری سے ہو۔ تو اور بھی کم رجوع کرتا ہے۔ یہی وہ راز یا سِرّ ہے۔ جو **مامور من اللہ** کی اطاعت اختیار کرنے میں اکثر لوگوں کے لئے سدّ راہ ہو جاتا ہے۔ اصل بات یہہ ہے۔ کہ ایسی غیرت و حمیت کے ہوتے ہوئے اگر انسان پھر **مامور من اللہ** کی شناخت کرکے اُس کے پیچھے ہو لے۔ تو لاریب وہ **مدارج علیا** کا حقدار ہو جاتا ہے۔ ہمارے خیال میں یہی وہ راز ہے۔ جو **مامور من اللہ** کے ساتھ ہونے والوں کو **فوز عظیم** کے وعدے دیئے گئے ہیں اور یہ بات ہے بھی سچ۔ کیونکہ زیادہ قابل عزت و وقعت وہی انسان سمجھا جاوے گا۔ جو قوائے شہوانی اور جذبات نفسانی رکھتا ہوا بھی اور حسین و جمیلہ لڑکیوں کے گروہ میں رہ کر بھی پاک باز اور عفت مآب ثابت ہو۔ وہ **مخنث** فطرت جس کو ایسے قوے سے بہرہ ہی نہ ملا۔ اپنی کیا خوبی اور عظمت بتلا سکتا ہے۔

پس انسان میں فطرتاً ایسے خواص کا ہونا کہ وہ اپنے ہم جنس انسان کی اطاعت کو اپنی غیرت و حمیت کے خلاف دیکھے۔ اور پھر کرے۔ اُس کی **ترقی مدارج** کا موجب ہے۔ اور یہی وہ راز ہے۔ جو **نادان** ظاہر پرست اور کوتاہ اندیش لوگوں نے نہ سمجھ کر خلق **شیطان** پر اعتراض کیا ہے۔ شیطان در اصل انسانی مدارج کی ترقی کا ایک ذریعہ ہے مگر بد باطن اور کند طبیعت کے لوگ اُس سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔

یہہ ایک سچی فلسفی ہے۔ زہریلی اشیاء مثل سم الفار وغیرہ دنیا میں موجود ہیں۔ کیا **خدا** نے اُن کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے۔ کہ نادان انسان کھا کھا کر ہلاک ہوں؟ یا ایک دوسرے کی ہلاکت کا موجب ہوں؟ نہیں ہرگز نہیں وہ تو انسان کی زندگی کی ایک ممد اور معاون چیز ہے۔ اور اُن ہزارہا زہروں کی تریاق ہے۔ جو انسان کی اپنی غلط کاریوں سے پیدا ہوتی ہیں۔ اصل یہی ہے۔ کہ دنیا میں کوئی چیز مضر نہیں ہے۔ مگر انسان کا استعمال اُسے مضر بنا لیتا ہے۔

ہم ایک اور بات بھی بیان کر دینا چاہتے ہیں۔ کہ جہاں ان اشیاء میں ایسے خواص اور قلوب انسانی میں ایسے مادے بغرض اصلاح انسان رکھے گئے ہیں۔ جو بظاہر اُس کی اصلاح کے دشمن اور جان کے لینے والے قرار دیئے جا سکتے ہیں۔ وہاں اُن پر غلبہ پانے اور اقتدار حاصل کرنے کے قوے اور اس سے زیادہ قوی موجود ہیں۔ لیکن چونکہ اول الذکر **دلچسپ** اور خوشنما نظر آتے ہیں۔ نادان اور ضعیف انسان اُن کا استعمال اور دوسروں کا عدم استعمال شروع کر دیتا ہے۔ پھر حسب قانون مستمرہ قدرت اول الذکر اپنی زہر پیدا کرتے ہیں۔ اور آخر الذکر کا تریاق کم ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ زہر غالب آ جاتی اور تریاق کو بھی زہر کر لیتی ہے۔ انسان کی **انٹیلیکچوال پاوَر** (قوائے ذہنی) کے فلسفہ پر غور کرنے سے ان باتوں کی تفتیش اور تحقیق میں ایک خاص لذت ملتی ہے۔

بہر حال انسان میں ایسے قوے فطرتاً موجود ہیں۔ جو اُس کو اپنے ہم جنس کی اطاعت کی اجازت دینا نہیں چاہتے۔ ورنہ **کیا بھید تھا**؟ جو ہر ایک آنے

رسول کو کہا گیا۔ مانزلنٰک الّا بشرًا مثلنا سوایہی تو وہ سر تھا۔ اور پھر اس میں کیا مصلحت ایزدی ہے۔ کہ رسول اُسی ملک کا باشندہ اور اُسی قوم کا ایک فرد آتا ہے جس ملک اور قوم کی طرف وہ مامور ہوتا ہے۔ اسی لئے کہ اُس کی اطاعت کی طرف وہ اور بھی کم جھکنے کا اظہار کریں گے۔ ورنہ ہو سکتا تھا۔ کہ کسی دوسرے ملک اور قوم میں سے آجاتا۔ اگر ایسا ہوتا تو وہ اعلی مدارج کیونکر ملتے۔ غرض ہم نے مختصر اس راز کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے کہ اوسی قوم اور ملک میں کا یا یوں کہو کہ رسول منہم کیوں آتا ہے؟ اس بیان سے ہمارا مقصد یہ تھا۔ کہ باوجود ایسی رکاوٹوں کے جو طبعًا انسان کے لئے ایک صداقت کے قبول کرنے کے راہ پر ہوتی ہیں۔ پھر اگر ایک دل بھی پوری محبت اور ایسی محبت کے ساتھ جو اُس کو اپنی جان اپنے عزیز و اقارب یہاں تک کہ اپنے مربی و محسن والدین کو بھی اُس ایک انسان کی محبت پر قربان کر دینے کو آمادہ کر دے اُس کے ساتھ ہو لے تو یقینًا سمجھو۔ اُس آنے والے نے ایک قابل ناز فتح حاصل کی۔ اور اگر وہ ایسے بہت سے دلوں کو تسخیر کر لے۔ اور اپنا گرویدہ بنالے۔ تو پھر اُس کے عظیم الشان۔ مظفر و منصور ہونے میں کیا شبہ رہا۔ یہہ مضمون ایسا لذیذ ہے۔ کہ جی چاہتا ہے۔ کہ لکھتے جائیں مگر طوالت کا خیال مانع ہے۔ اس لئے اب مختصر کرتے ہیں۔

اس اصول کے بعد ہم یہہ بیان کرنا چاہتے ہیں۔ کہ اس زمانہ میں بھی ایک مدعی مامور من اللہ ہونے کا دعوے دار ہے۔ اور وہ کسی دُور دراز ملک اور دیش سے نہیں آیا۔ نہ ایسا ہے۔ کہ ہم اُس کی زبان سے اور وہ ہماری بولی سے آشنا ہی نہیں۔ وہ ہم میں سے ہی ایک ہے۔ اسی پنجاب کا رہنے والا ہے۔ اُس نے ہم میں ہی پرورش پائی۔ اور بڑھا۔ اب اُس کے دعوے کی صداقت کے لئے ہم اتنا ہی دیکھنا چاہتے ہیں۔ کہ کیا اُس نے ایسے دلوں پر فتح پائی ہے۔ یا نہیں؟ ہم اون تمام خوارق اور معارف اور اعجازی امور کو جو اُس کے ہاتھ سے سرزد ہوئے چھوڑتے ہیں۔ صرف یہی ایک بات دیکھتے ہیں۔ کہ وہ تسخیر قلوب میں کہاں تک کامیاب ہوا ہے۔ ہاں! بے شک اُس نے ایسے دل حاصل کئے ہیں۔ اور اون روحوں پر اپنا سکہ جمایا ہے۔ جن پر فتح پانا انسانی کام نہ تھا۔ اور پھر ایسی فتح کہ جان۔ مال۔ عزت۔ آبرو۔ سب کچھ انہوں نے اُس کے ہاتھ میں دے دی۔ بے شک یہہ ہے۔ فتح مندی یہہ ہے۔ وہ کامیابی جسے کامیابی کہنا چاہئے۔ اور پھر ایک نہیں۔ دو نہیں۔ دس نہیں۔ ہزاروں دل ایسے اپنی سلک اطاعت میں منسلک کئے کہ ایک دوسرے سے زیادہ ارادت اور عقیدت رکھتا ہے۔ وہ مدعی کون ہے؟ عالی جناب مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود ایدہ اللہ الودود (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اس کامیابی کے اظہار کے لئے اگر ہم دفتروں کے دفتر لکھیں۔ تو ختم نہ ہوں۔ ہم صرف ذیل میں اون تسخیر شدہ دلوں میں سے ایک دل کا ذکر کرتے ہیں۔ اور وہ بھی اپنے الفاظ میں نہیں۔ بلکہ خود اُس کے اپنے ہی الفاظ میں جو روح اور راستی کے ساتھ ایک عظیم الشان طاقت و قوت کی بنا پر جو اُس کی روح کو حاصل ہوئی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ اُس نے اپنے ایک خط کے ذریعہ ظاہر کئے ہیں۔ اس مسخر دل سے ہمارے مخدوم و محسن جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی مراد ہیں۔ اور یہہ خط انہوں نے اپنے ایک قدیم دوست چودھری نصر اللہ خاں صاحب پلیڈر سیالکوٹ کے نام بہ طور تبلیغ لکھا ہے۔ خط پر ہم کیا ریمارک کریں اسے صرف ناظرین ہی کی غور و فکر کے لئے چھوڑ دیتے ہیں۔ وہ دیکھیں گے۔ کہ کس سچے جوش اور ارادت سے تبلیغ کی گئی ہے اس سے یہہ امر بھی ثابت ہوگا۔ کہ مولوی صاحب کو چوہدری صاحب ممدوح سے کس قدر محبت ہے۔ کیونکہ انسان جو چیز اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ اپنے احباب کے لئے بھی اُسے عزیز رکھتا ہے۔ ہم کو اس امر کے اظہار کی کچھ ضرورت نہیں۔ کہ اُن کو امام الوقت کے ساتھ کہاں تک ارادت ہے۔ کہ ماں۔ باپ۔ عزیز و اقارب کی محبتوں تک کو وہ اُس کی محبت میں سرد کئے بیٹھے ہیں۔ ناظرین پڑھیں۔ اور غور کریں۔ کہ ایسے اشخاص کا حضرت اقدس کے پیچھے ہو لینا۔ کیا کم کامیابی ہے؟ سوچو! اور پھر سوچو! جناب مخدومنا مولانا مولوی نور الدین صاحب کے حالات سے جو واقف ہیں۔ اُن کو اور بھی غور کرنے کے لئے ایک وسیع میدان ملے گا۔ کہ کیونکر ایک شخص کی اطاعت کے لئے جو درحقیقت اللہ اور رسول کی اطاعت ہے۔ وطن چھوڑا۔ مال و دولت چھوڑی اعزاز چھوڑا۔ اور سب کچھ چھوڑا۔ الغرض ایسے ہزارہا لوگ ہیں گے۔ جنہوں نے اس امام کو پہچانا۔ اور اوس کے پیچھے ہو لئے ہیں۔ اور الحمدللہ ہم بھی علی الاعلان اظہار کرتے ہیں۔ کہ خدا نے ہم کو بھی توفیق دی کہ اُس امام کو پہچانیں اور اُس کے پیچھے ہولیں۔ خدا تعالے

ہم کو اور اُن تمام احباب کو جو اس نعمت کو پا چکے ہیں۔ استقامت نصیب کرے اور اُس غرض کو سمجھا دے۔ جس کے لئے وہ امام ہو کر آیا ہے۔ آمین۔

بالآخر ہم پھر ایک بار کہنا چاہتے ہیں۔ کہ اس **خط** کو ہمارے مخالف خصوصاً غور سے پڑھیں۔ کیونکہ اس میں اُن کے لئے **نور** ہے۔ اور اُس میں ایک **راست باز** کی شناخت کی راہ نظر آتی ہے۔

ہمارے دوست اس خط کو ایک دوسری نظر سے پڑھیں۔ اور وہ اپنے اندر متمثل کر دیکھیں۔ کہ جب تک انسان امام کے ساتھ تعلق پیدا کر کے دنیا اور اہل دنیا کی **محبتوں** کو اُس کی محبت پر قربان نہ کر دے۔ وہ سچا متبع نہیں ہو سکتا۔ اس **گرامی قدر** خط کے سچی ارادت اور حقیقی عقیدت سے لکھے جانے کا ہمارے پاس یہ قوی اور زبردست ثبوت ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے خود اُس کو قبولیت کا درجہ دیا۔ یعنے **حضرت اقدس** امام الزمان سلمہ اللہ الرحمٰن نے اتفاقاً اُسے پڑھا۔ اور اپنے جدید اور **ضروری رسالہ ضرورۃ الامام** کا ایک جزو قرار دیا۔ آخر میں دعا ہے۔ کہ جس **نیت** اور **غرض** کے لئے یہ خط لکھا گیا ہے۔ خدا تعالےٰ اُسے پورا کرے۔ اب ہم وہ اصل خط درج کرتے ہیں۔

وہو ہذا

مولوی عبدالکریم صاحب کا خط ایک دوست کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لولیہ والصلوٰۃ والسلام علےٰ نبیہ

امابعد

من عبدالکریم الی اخی و حبی نصر اللہ خاں۔ سلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آج میرے دل میں پھر تحریک ہوئی ہے۔ کہ کچھ درد دل کی کہانی آپ کو سناؤں ممکن ہے۔ کہ آپ بھی میرے ہمدرد بن جائیں۔ اتنی مدت کے بعد یہ تحریک خالی از مصالح نہ ہوگی۔ محرک قلوب اپنے بندوں کو عبث کام کی ترغیب نہیں دیا کرتا۔

چوہدری صاحب! میں بھی ابن آدمؑ ہوں۔ ضعیف عورت کے پیٹ سے نکلا ہوں۔ ضرور ہے۔ انسانی کمزوری۔ تعلقات کی کششیں اور رقت مجھ میں بھی ہو۔ بطن عورت سے نکلا ہوا اگر اور عوارض لے چمٹ نہ جائیں۔ تو سنگ دل نہیں ہو سکتا۔ میری ماں بڑی رقیق قلب والی بڑھیا دائم المریض موجود ہے۔ میرا باپ بھی ہے۔ (اللھم عافہ و والدہ و وفقہ للحسنے) میرے عزیز اور نہایت ہی عزیز بھائی بھی ہیں۔ اور اور تعلقات بھی ہیں۔ تو پھر کیا میں پتھر کا کلیجہ رکھتا ہوں جو مہینوں گذر گئے یہاں دھونی رمائے بیٹھا ہوں۔ یا کیا میں سودائی ہوں۔ اور میرے حواس میں خلل ہے۔ یا کیا میں مقلد کور باطن اور علوم حقہ سے نا بلد محض ہوں۔ یا کیا میں فاسقانہ زندگی بسر کرنے میں اپنے کنبہ اپنے محلہ اور اپنے شہر میں مشہور ہوں۔ یا کیا میں مفلس نادار پیٹ کی غرض سے نت نئے بھروپ بدلنے والا قلاش ہوں۔ **یعلم اللہ والملائکۃ یشھدون**۔ کہ میں بحمد اللہ ان سب معائب سے بری ہوں۔ **و لا ازکی نفسی و لکن اللہ یزکی من یشاء**۔

تو پھر کس بات نے مجھ میں ایسی استقامت پیدا کر رکھی ہے۔ جو ان سب تعلقات پر غالب آگئی ہے۔ بہت صاف بات اور ایک ہی لفظ میں ختم ہو جاتی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ **امام زمان کی شناخت**۔ اللہ اللہ یہ کیا بات ہے۔ جس میں ایسی زبردست قدرت ہے۔ جو سارے ہی سلسلوں کو توڑ تاڑ دیتی ہے۔ آپ خوب جانتے ہیں۔ میں بہ قدر استطاعت کتاب اللہ کے معارف و اسرار سے بہرہ مند ہوں۔ اور اپنے گھر میں کتاب اللہ کے پڑھنے اور پڑھانے کے سوا مجھے اور کوئی شغل نہیں ہوتا۔ پھر میں یہاں کیا سیکھتا ہوں۔ کیا وہ گھر میں پڑھنا اور ایک معتد بہ جماعت میں مشار الیہ اور مطمح انظار بننا میری روح یا میرے نفس کے بہلانے کو کافی نہیں۔ ہرگز نہیں۔ **واللہ ثم تاللہ** ہرگز نہیں۔ میں قرآن کریم پڑھتا۔ لوگوں کو سناتا۔ جمعہ میں ممبر پر کھڑا ہو کر بڑے پر اثر اخلاقی وعظیں کرتا۔ اور لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈراتا۔ اور نواہی سے بچنے کی تاکیدیں کرتا مگر میرا نفس ہمیشہ مجھے اندر اندر ملامتیں کرتا۔ **لم تقولون ما لا تفعلون کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون** شرم میں دوسروں کو رلاتا۔ پر خود نہ روتا۔ اوروں کو ناکردنی اور ناگفتنی امور سے ہٹاتا پر خود نہ ہٹتا چونکہ منافقانہ ریا کار اور خود غرض مکار

نہ تھا۔ اور حقیقتاً حصول جاہ و دنیا میرا
قبلہ ہمت نہ تھا۔ میرے دل میں
جب ذرا تنہا ہوتا ہجوم کر کے بیہودہ
خیالات آتے۔ مگر چونکہ اپنی اصلاح
کے لئے کوئی راہ و روے نظر نہ آتا
اور ایمان ایسے جھوٹے خشک علموں
پر قانع ہونے کی اجازت بھی نہ دیتا۔
آخر ان کشاکشوں سے ضعف دل
کے سخت مرض میں گرفتار ہو گیا۔
بارہا مصمم ارادہ کیا کہ پڑھنا پڑھانا اور
وعظ کرنا قطعاً چھوڑ دوں۔ پھر پھر لپک
لپک کر اخلاق کی کتابوں۔ تصوف
کی کتابوں اور تفاسیر کو پڑھتا۔
احیاء العلوم اور عوارف المعارف
اور فتوحات مکیہ ہر چہار جلد اور
اور کثیر کتابیں اسی غرض سے
پڑھیں اور بہ توجہ پڑھیں۔ اور
قرآن کریم تو میری روح کی غذا
تھی۔ اور بحمد اللہ ہے۔ بچپن
سے اور بالکل پہلے شعوری کے
سن سے اس پاک بزرگ کی کتاب
سے مجھے اس قدر انس ہے۔ کہ
میں اس کا کم و کیف بیان نہیں
کر سکتا۔ غرض علم تو بڑھ گیا۔
اور مجلس کے خوش کرنے اور وعظ
کو سجانے کے لئے لطائف ظرائف بھی
بہت حاصل ہو گئے۔ اور میں نے
دیکھا کہ بہت سے بیمار میرے
ہاتھوں سے چنگے بھی ہو گئے۔ مگر
مجھ میں کوئی تبدیلی پیدا نہ ہوتی
تھی۔ آخر بڑے حیص بیص کے
بعد مجھ پر کھولا گیا۔ کہ زندہ نمونہ
یا اُس زندگی کے چشمہ پر پہونچنے
کے سوا جو اندرونی آلائشوں کو
دھو سکتا ہو۔ یہ میل روح سے
اُترنے والی نہیں۔ ہادی کامل
خاتم الانبیاء صلوات اللہ علیہ وسلامہ
نے کس طرح صحابہ کو منازل سلوک
۲۳ برس میں طے کرائیں۔ قرآن
علم تھا۔ اور آپ اس کا سچا عملی
نمونہ تھے۔ قرآن کے احکام کی عظمت
و جبروت کو مجرد الفاظ اور علمی
رنگ نے فوق العادہ رنگ میں
قلوب پر نہیں بٹھایا۔ بلکہ حضور
پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
عملی نمونوں۔ اور بے نظیر اخلاق
اور دیگر تائیدات سماویہ کی رفاقت
اور پیا پے ظہور نے ایسا لازوال
سکہ آپ کے خدام کے دلوں پر
جمایا۔ خدا تعالیٰ کو چونکہ اسلام بہت
پیارا ہے۔ اور اُس کا ابد الدھر
تک قائم رکھنا منظور ہے۔ اس
لئے اس نے پسند نہیں کیا کہ یہ
مذہب بھی دیگر مذاہب عالم کی
طرح قصوں اور افسانوں کے رنگ
میں ہو کر تقویم پارینہ ہو جائے۔
اس پاک مذہب میں ہر زمانہ میں
زندہ نمونے موجود رہے ہیں۔
جنہوں نے علمی اور عملی طور پر
حامل قرآن علیہ صلوات الرحمٰن
کا زمانہ لوگوں کو یاد دلایا۔ اسی
سنت کے موافق ہمارے زمانہ میں
خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود
ایدہ اللہ الودود کو ہم میں کھڑا کیا
کہ زمانہ پر وہ ایک گواہ ہو جائے
مینے جو کچھ اس خط میں لکھنا چاہتا
تھا۔ حضرت اقدس امام صادق
علیہ السلام کے وجود پاک کی ضرورت
پر چند وجدانی دلائل تھے۔ اس
اثنا میں بعض تحریکات کی وجہ سے
خود حضرت اقدس نے "ضرورت
امام" پر پرسوں ایک چھوٹا سا رسالہ
لکھ ڈالا ہے۔ جو عنقریب شائع
ہو گا۔ ناچار میں نے اس ارادے
کو چھوڑ دیا۔
بالآخر میں اپنی نیکی سے بھری
ہوئی صحبتوں کو آپ کے باقاعدہ حسن
ظن* کو اور ان سب پر آپ کی نیکدل
اور پاک تیاری کو آپ کو یاد دلاتا۔ اور
آپ کی ضمیر روشن اور فطرت مستقیمہ
کی خدمت میں اپیل کرتا ہوں۔ کہ آپ
سوچیں وقت بہت نازک ہے۔
جس زندہ ایمان کو قرآن چاہتا ہے۔
اور جیسی گناہ سوز آگ قرآن سینوں
میں پیدا کرنی چاہتا ہے۔ وہ کہاں ہے
میں خدائے رب عرش عظیم کی قسم
کھا کر آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ وہی
ایمان حضرت نائب الرسول مسیح موعود
کے ہاتھ میں ہاتھ دینے اور اُس کی
پاک صحبت میں بیٹھنے سے حاصل
ہوتا ہے۔ اب اس کار خیر میں توقف
کرنے سے مجھے خوف ہے۔ کہ دل
میں کوئی خوف ناک تبدیلی پیدا ہو جائے
دنیا کا خوف چھوڑ دو۔ اور خدا کے
لئے سب کچھ کھو دو۔ کہ یقیناً سب کچھ
مل جائے گا۔ والسلام

۱۰ اکتوبر ۱۹۰۶ء
عاجز عبد الکریم از قادیان

* اس وقت کے ساتھ درس کتاب العربی حاضر ہونے کو آپ کے اپنی نسبت کمال حسن ظن

الانذار

جلسہ طاعون کی مفصل تقریریں
اور حضرت اقدس کی کل کارروائی
درج کی گئی ہے۔
میر حامد شاہ صاحب کی بیدار کرنے
والی نظم اور چوہدری رستم علی صاحب
کا قصیدہ بھی شامل ہے۔
باایں ہمہ قیمت صرف ۴؍ علاوہ
محصول ڈاک ہے۔
جملہ درخواستیں باجازت ڈی پی ایڈیٹر
الحکم کے نام ہو۔